ہندومت اور اسلام میں تعدد ازدواج کا تقابلی جائزہ

صائمہ ناہید سوہل*

ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس شمس*

"Polygamy is a system of marriage in which a man marries more than one wife. It's observed in many religions and societies of the world. Islam is only religion which allows to keep "Four wives" in one time with some terms and conditions but this is always challeged by many religions and schools of thought.Polygamy was also practised since the Vedic age in Hinduism but was banned in following days. In this article comparative study of polygamy in Hinduism & Islam is discussed."

تعدد ازدواج کا دیگر اقوام کی طرح زمانۂ قدیم سے ہی ہندوستان کے جنگجو خاندانوں میں تھا تا کہ لڑکے زیادہ پیدا ہوں۔ جنگ میں مردوں کے قتل ہونے کی صورت میں عورتوں کی زیادہ تعداد کی بناء پر تعدد ازدواج کے قانون پر عمل کیا جاتا رہا۔ بعض اوقات یہ قانون ذاتی انتخاب اور سماجی مقام و مرتبہ کے مطابق اختیار کیا گیا اور بعض اوقات اخلاقی اور مذہبی فریضہ کے طور پر بھی اپنایا جاتا رہا۔ ہندو مذہب میں شادی کا سب سے بڑا مقصد افزائشِ نسل ہے تا کہ مرنے کے بعد دُنیا میں آدمی اور خاندان کا نام برقرار رہے اور بچوں کی کثرت کی بناء پر وہ خاندان اور سماج میں اپنا رُعب و دبدبہ اور حیثیت کو بلند رکھ سکے۔

تعدد ازدواج کا رواج امیر اور طاقت ور خاندانوں میں تھا۔ عوام الناس میں صرف یک زوجگی ہی قائم تھی۔ ہندو راجوں اور مہاراجوں کی کئی کئی بیویاں تھیں۔ والمیکی کی رامائن میں راجہ دسرتھ کی تین بیویاں (کوشلیہ، سومترا، کائیکی) تھیں۔(۱)

پرانوں میں دیوتاؤں کی کئی بیویوں کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ اندر دیوتا کی کئی بیویاں تھیں۔ ان کی بیویاں امورِ کائنات کے سلسلے میں اپنے خاوند کی طاقت میں مددگار تھیں۔ کرشنا مہاراج جو کہ وشنو کا اوتار تھا وہ بھی تعدد ازدواج کا مالک تھا۔ پرانوں میں اس کی سولہ ہزار آٹھ (۱۶۰۰۸) بیویاں گنوائی گئی ہیں اور ان سے سولہ ہزار (۱۶۰۰۰) بیٹیاں پیدا ہوئی۔☆ رام مہاراج بھی کثیر زوجگی کا حامل تھا۔

ویداور قانون تعدد ازدواج

چاروں ویدوں میں قانون تعدد ازدواج کی ممانعت آئی ہے۔ خاوند کے لیے صرف ایک بیوی کا

*ریسرچ اسکالر، پی ایچ ڈی شعبہ علوم اسلامیہ و عربی، گورنمنٹ کالج یونیورسٹی، فیصل آباد۔

صدر شعبہ علوم اسلامیہ و عربی، گورنمنٹ کالج یونیورسٹی، فیصل آباد۔

ہونا ہی کافی ہے۔ رگ وید کے مطابق خاوند کو ایک بیوی ہی کافی ہے تاکہ دونوں ایک دوسرے کے لیے آرام وسکون کا سبب بنیں۔ رگ وید کے مطابق زیادہ شادیاں زیادہ مصائب کا باعث بنتی ہیں جیسے ایک گھوڑا بوجھ سے لدی گاڑی کو کھینچتا ہے اور ہانپتا ہے کیونکہ وہ بوجھ برداشت نہیں کرسکتا۔ نیز ایک سے زائد شادی کی صورت میں پہلی بیوی کی خاندان اور برادری والوں کی طرف سے دباؤ ہوتا ہے۔ اس لیے زیادہ شادیوں کی صورت میں زندگی بے کار ہو جاتی ہے۔ اتھروید میں شادی کے وقت عورت کو دُعا دی جاتی ہے کہ وہ دوسری بیوی کا سامنا نہ کرے۔ اتھروید کے اشلوک میں میاں بیوی کو ایک دوسرے کے سنگ زندگی بسر کرنے کی تلقین کی گئی ہے تاکہ وہ ایک دوسرے کے دماغ پر راج کریں۔ (۲)

واضح ہوتا ہے کہ ویدوں میں آدمی کے لیے صرف ایک شادی کی اجازت دی گئی ہے۔ زیادہ شادیاں انسان کے لیے باعثِ مصائب واذیت ہیں۔

کوتلیہ چانکیہ اور قانون تعدد ازدواج

کوتلیہ کے نزدیک بغیر کسی معقول وجہ کے شادیاں کرنا مناسب نہیں سمجھا گیا اگر بیوی میں کوئی جسمانی عیب موجود ہے۔ لاولد ہے، بچے پیدا ہوکر مر جاتے ہیں۔ صرف بیٹیاں ہی پیدا ہوتی ہیں تو قواعد وضوابط کے مطابق انتظار کی مُدّت گزار کر مرد شادی کر سکے گا۔ خاوند اپنی بیوی کو اس کے اثاثے اور زرِ تلافی کے طور پر معقول رقم ادا کرنے کے بعد دوسری شادی کرنے کا اہل ہوگا جیسا کہ ''ارتھ شاستر'' میں ذِکر کیا گیا ہے:

> ''اپنی بیوی کو معقول رقم زرِتلافی کے طور پر ادا کر کے اور اثاثے اس کے حوالے کرنے کے بعد جتنی شادیاں چاہے کر سکتا ہے کیونکہ بیویاں نرینہ اولاد پیدا کرنے کے لیے ہوتی ہیں۔'' (۳)

اس واضح ہوا کہ اس لیے کوتلیہ چانکیہ کے نزدیک بھی شادی کا مقصد اولادِ نرینہ کا حصول اور خاندانی رُعب ودبدبہ برقرار رکھنا ہے۔ نیز اس اقتباس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ خاوند کی جائیداد میں بیوی کا حصہ ہے۔

منومہاراج اور قانون تعدد ازدواج

ہندو معاشرے کے لیے قوانین وضع کرنے والے قانون ساز ''منومہاراج'' نے کثرتِ ازدواج کی اجازت دی ہے مگر یہ اجازت تین ذاتوں برہمن، کھشتری اور ویش کے لیے ہے۔ شودر کو صرف ایک ہی بیوی پر اِکتفا کرنا چاہیے۔ منومہاراج نے ذِکر کیا ہے:

''برہمن، کھشتری اور ویش ایک سے زیادہ عورتوں سے شادی کریں جن میں برابر ذات اور کم تر ذات دونوں شامل ہوں تو برتری، احترام اور رہائش وغیرہ میں برابر ذات والی کو اُونچا مقام حاصل ہوگا۔''(۴)

منو نے مزید یوں ذکر کیا ہے:

''برہمن، کھشتری اور ویش کی مختلف ذاتوں کی بیویوں میں سے صرف برابر ذات کی بیوی روزانہ کی مقدس رسومات کی ادائیگی میں شوہر کی معاونت کرے گی۔''(۵)

منو مہاراج نے دوسری شادی کے لیے پہلی بیوی کی اجازت کو ضروری قرار دیا ہے۔ اس بارے میں لکھا ہے:

''لیکن ایک علیل الطبع عورت پر جو اپنے خاوند پر مہربان اور نیک سیرت ہے۔ صرف اس کی رضامندی سے سوتن لائی جاسکتی ہے اس کی ہتک ہرگز نہیں ہونی چاہیے۔''(۶)

اگر بیوی بے اولاد ہے یا اولاد پیدا ہو کر مر جاتی ہے تو خاوند کو انتظار کی مدت گزار کر دوسری شادی کا حق حاصل ہے۔ اس بارے میں منو مہاراج نے لکھا ہے:

''بانجھ بیوی پر آٹھ برس کے بعد جس کی اولاد نہ بچتی ہو اس پر دس جس کے صرف بیٹیاں ہوتی ہوں اس پر گیارہ برس کے بعد سوتن لائی جاسکتی ہے لیکن جھگڑالو بیوی پر بلا توقف''(۷)

ان اشلوکوں سے واضح ہوتا ہے کہ برہمن، ویش اور کھشتری کے لیے ایک سے زائد شادیوں کی اجازت ہے۔ بے اولاد، صرف بیٹیوں کو جنم دینے والی، جھگڑالو، بدزبان، نشہ آور، آوارہ بیوی پر کسی بھی وقت سوتن لائی جاسکتی ہے۔ گویا ہندو ویدوں میں تعدد ازدواج کی ممانعت ہے۔ سماجی طور پر مذہبی علمبرداروں اور قانون سازوں کے نزدیک اس کی اجازت ملتی ہے۔

سوامی دیانند سرسوتی اور تعدد ازدواج

ہندو مصلحین نے اصلاحِ معاشرہ کے لیے بہت سی کاوشیں کیں۔ سوامی دیانند سرسوتی نے بھی کئی سماجی قوانین اور رسوم و روایات کی اصلاح کی۔ دیانند سرسوتی کے مطابق مختلف اوقات میں ایک سے زیادہ بیاہ بھی ہوسکتے ہیں مگر اس کو چند شرائط کے ساتھ مشروط کر دیا گیا ہے۔ دیانند سرسوتی نے اپنی کتاب ''ستیارتھ پرکاش'' میں لکھا ہے:

''جس عورت یا مرد کا پانی گرہن ماتر سنسکار رہا ہو (محض رسومات شادی ادا ہوئی ہوں)

اور میل نہ ہوا ہو یعنی جو اکھشت یونی استری (باکرہ عورت) اور کھشت ویرج مرد ہو۔ ان کا دوسری عورت یا مرد کے ساتھ 'پزوواہ (مکرر ازدواج) ہونا چاہیے۔'' (۸)

رگ وید کا ترجمہ جو کہ سوامی دیانند سرسوتی نے کیا ہے اس میں بھی انھوں نے رگ وید کے حوالے سے 'پزوواہ (مکرر ازدواج) کا ذکر کیا ہے کہ مخصوص شرائط اور حالات کے مطابق تعدد ازدواج کی اجازت ہے۔

پیر کرم شاہ نے اپنی کتاب ''ضیاء النبی ﷺ'' میں دورِ قدیم میں ہندومت میں تعدد ازدواج کے بارے لکھا ہے:

''آریوں کے نزدیک تعدد ازدواج کی اجازت تھی۔ چار عورتوں سے بیک وقت وہ شادی کر سکتے تھے اور ان کے راجے مہاراجے ہر قسم کی پابندی سے بالاتر تھے۔ انھیں ان گنت عورتوں سے شادی رچانے کی کھلی چھٹی تھی۔'' (۹)

ہندو مذہب کے مطابق عام آدمی کو صرف ایک ہی شادی کی اجازت تھی، جب کہ دیوتا، راجے اور مہاراجے اس پابندی سے بالاتر تھے۔ ہندو سماجی علمبرداروں اور مصلحین کے نزدیک قانون تعدد ازدواج کو سماجی و معاشی نقطہ نظر سے اپنانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

وجوہات

تعدد ازدواج کے قانون پر عمل کرنے کے پس منظر میں درج ذیل وجوہات ہو سکتی ہیں۔

- چین، وسطی ایشیا، فریقہ اور مغربی یورپ کے علاقوں کی طرح ہندوستان بھی زرعی مُلک تھا۔ زرعی پیداوار بڑھانے اور سماج میں معاشی برتری و استحکام کے پیشِ نظر اس قانون کو نظریہ ضرورت کے تحت اپنایا گیا تا کہ زیادہ بچے ہوں اور ان کی طاقت میں اضافہ ہو سکے۔
- زراعت کے پیشے سے منسلک ہونے کی بناء پر ان کے پاس دولت اور وقت کی فراوانی تھی۔ ہندو کاشت کار اپنی زمینیں دوسرے کاشت کاروں کو کرایہ پر دے کر اُجرت حاصل کرتے تھے۔ اس لیے انھوں نے کثرتِ ازدواج کو اپنے لیے ضروری خیال کیا۔ مگر اس قانون پر عمل کرنا صرف اُمراء اور جنگجو طبقہ میں تھا۔ عوام الناس میں یک زوجگی کا رواج رہا۔
- شکاری قبائل شکار کر کے اپنا گزارہ کرتے تھے۔ یہ قبائل آٹھ یا دس افراد کے گروہ سے لے کر پندرہ یا بیس افراد تک گروہ پر مشتمل ہوتے تھے۔ یہ مِل کر شکار کرتے اور آپس میں اس کو تقسیم کرتے۔ سارا قبیلہ مِل کر دولت جمع کرتا اور آپس میں بانٹ لیتا۔ کسی بھی قسم کی تفریق و امتیاز کا تصور نہ تھا۔ سب

آپس میں دوست تھے جس سے چاہیں تعلق قائم رکھ سکتے تھے۔ اس لیے ان کے درمیان جو عورتیں ہوتی تھیں وہ بھی مشترک ہوتی تھیں۔ ایک مرد جتنی عورتوں سے چاہے اپنا تعلق قائم و برقرار رکھتا۔ نتیجتاً تعدد ازدواج کا رواج پڑ گیا۔

- آریا جب ہندوستان میں داخل ہوئے تو برصغیر پاک و ہند میں پہلے ہی سے اس قانون پر عمل جاری و ساری تھا۔ مزید یہ کہ آریا بھی دیگر اقوام سے متاثر ہو کر اس قانون کو اپنائے ہوئے تھے کیونکہ یہ فطری طور پر خانہ بدوش اور جنگجو لوگ تھے جنگوں میں مردوں کی ضرورت پڑتی تھی اس لیے جنگ کے لیے زیادہ بچوں کے حصول کے لیے زیادہ بیویاں رکھنے کا قانون اختیار کیا گیا۔

ازدواج کے حق میں دلائل

تعدد ازدواج کی حمایت میں بات کرنے والے درج ذیل دلائل پیش کرتے ہیں:

- مرد فطرتاً تعدد ازدواج کو پسند کرتے ہیں۔ ماہرینِ نفسیات کا کہنا ہے کہ ہر انسان کے اندر محبت، پیار اور وابستگی کے جذبات و احساسات ہوتے ہیں اور انسان کے اندر یہ تین مراکز ہیں اور ایک ہی وقت میں ایک ہی فرد سے ان تینوں جذبات کی تسکین ناممکن ہے لہٰذا ان بنیادی ضروریات کی تکمیل کے پیش نظر وہ ایک کے علاوہ دوسری جنس مخالف کی طرح کھنچتا ہے۔
- تعدد ازدواج کی صورت میں ایڈز اور HIV جیسی بیماریوں سے چھٹکارا حاصل کیا جا سکتا ہے۔ یک زوجگی کی صورت میں زوجہ کے حاملہ یا حائضہ ہونے کی صورت میں مرد اس سے استمتاع نہیں ہو سکتا۔ جب کہ تعدد ازدواج کی صورت میں وہ دوسری عورت سے فائدہ حاصل کر سکتا ہے۔ نیز کثیر شوہری کی صورت میں عورت کے حاملہ ہونے کی صورت میں وہ اپنے ایک خاوند کو مطمئن نہیں کر سکتی کجا دیگر خاوندوں کو مطمئن کرنا تو دُور کی بات ہے۔ اور وہ اپنے ہونے والے بچے کے صحیح والد کا اندازہ لگانے سے بھی قاصر رہتی ہے۔
- یہ کہنا کہ عورتوں میں جنسی رغبت مردوں کی نسبت ستر (۷۰) گنا زیادہ ہوتی ہے ایسا نہیں ہے مرد بھی مساوی جذبات و رغبت رکھتے ہیں۔
- تعدد ازدواج سے معاشرے میں محبت اور پیار کے جذبات پروان چڑھتے ہیں۔ بے سہارا غریب، یتیم، بیوہ اور مطلقہ عورتوں کا سہارا مل جاتا ہے۔

الحاج احمد ایچ شریف نے تعدد ازدواج کو معاشرے کے امن و سکون کا باعث قرار دیتے ہوئے لکھا ہے:

"Polygamy is not necessarily practiced to fulfill the sexual usage. The aim of polygamy is to stop the degeneration of society

and prevent promisucity. It ensures maximum fulfillment for both men and women while keeping the society safe and spreading love with the society. Such a society can easily be built when polygamy is allowed."(10)

(تعدد ازدواج جنسی خواہش کی تکمیل کا ضروری ذریعہ نہیں ہے۔ تعدد ازدواج کا مقصد معاشرتی انحطاط اور ابتری کو روکنا ہے۔ یہ مرد اور عورت کی تکمیل کے ساتھ ساتھ معاشرے کو پُرامن اور محبت کا گہوارہ بناتی ہے اور ایسے معاشرے کی تعمیر بآسانی ہوسکتی ہے جب کثرتِ ازدواج کی اجازت دی گئی ہو۔)

گویا تعدد ازدواج معاشرتی ترقی اور محبت و پیار کا ذریعہ ہے۔ اس کے ذریعے معاشرتی انارکی، انتشار اور اخلاقی گراوٹ کو ختم کیا جاسکتا ہے۔

معترضین کے دلائل

تعدد ازدواج کی مخالفت کرنے والے درج ذیل دلائل پیش کرتے ہیں:

- تعدد ازدواج کی صورت میں بیوی پر ظلم وتعدی ہے۔ اس کے جذبات واحساسات بھی مرد کی طرح کے ہیں۔ جب وہ دوسری شادی کرتا ہے تو عورت کے نازک جذبات کو ٹھیس پہنچتی ہے۔
- تعدد ازدواج کا مقصد نہ تو سماجی حیثیت اور مقام ومرتبہ کو بلند کرنا ہے نہ ہی معاشی حیثیت کو مضبوط کرنا ہے۔ یہ صرف اور صرف مرد کی جنسی رغبت اور خواہشِ نفسانی کا نتیجہ ہے۔
- تعدد ازدواج کا قانون اپنانے سے معاشرے میں محبت اور ہم آہنگی کی بجائے نفرت وحسد اور بغض وعناد کے جذبات جنم لیتے ہیں اور نتیجۃً انتشار و بے سکونی کی صورت میں برآمد ہوتا ہے۔(۱۱)
- اس قانون کی وجہ سے خاندانی منصوبہ بندی پر عمل کرنا ناممکن ہے۔ ایک بیوی اور بچوں کی صورت میں خاوند کے لیے ان کی ضروریات کا اہتمام کرنا آسان ہوتا ہے جب کہ کئی بیویوں سے بہت سارے بچے معاشی مسائل کا سبب بنتے ہیں۔ محدود ذرائع معاش میں تمام بیویوں کی بمعہ بچوں کے ضروریات پوری کرنا دقت آمیز کام ہے۔(۱۲)

۱۹۵۴ء کا میرج ایکٹ

تقسیمِ ہند کے بعد باقاعدہ طور پر انڈیا میں عائلی لاءز منظور کیے گئے تو یہ قانون بعد میں آنے والے عائلی قوانین ۱۹۵۵ء، ۱۹۵۶ء اور ۱۹۷۶ء کے لیے سنگِ میل ثابت ہوا، اور ترمیم واضافہ کر کے نافذ العمل کیے گئے تو انڈیا کی سپریم کورٹ (۲۰۰۵ء) کے حکم کے مطابق مرد کو دوسری شادی کی اجازت نہیں ہے اگر وہ شادی

کر لیتا ہے تو پہلی بیوی کو الگ رہائش لے کر دینے کا پابند ہے انڈیا سپریم کورٹ کے مطابق:

"A husband who marries again can not compell the first wife to share the conjugal home with the co-wife and as such unless he offers to set up a separate residence for the first wife, any offer to take her back cannot be considered a bonafide offer. It is therefore obvious that the offer was only a make-believe one and not a genuine and sincere offer."(13)

(خاوند جو دوسری شادی کرتا ہے وہ کبھی بھی اپنی پہلی بیوی کو مجبور نہیں کر سکتا کہ وہ دوسری بیوی کے ساتھ اکٹھے رہ کر ازدواجی زندگی گزارے۔ حتیٰ کہ وہ اپنی پہلی بیوی کے لیے الگ گھر کا انتظام کرے کیونکہ واپس گھر لے جانے کی پیش کش کو نفع بخش پیش کش نہیں سمجھا جا سکتا۔ یہ صرف ایک پیش کش ہوگی نہ کہ حقیقی اور مخلصانہ بنیادوں پر پیش کش ہوگی۔)

اس قانون سے ایک طرف تو مرد کو نکاحِ ثانی کی اجازت ملتی ہے تو دوسری طرف یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ بیوی کا نان ونفقہ خاوند کی ذمہ داری ہے۔

دینِ اسلام اور قانون تعدد ازدواج

تعدد ازواج / کثرت ازدواج (Polygamy) سے مراد شادی کا ایک ایسا نظام ہے جس کے تحت ایک فرد ایک سے زیادہ رفیقِ حیات کو اپنے ساتھ رکھ سکے۔ دینِ اسلام میں تو اس بات کی اجازت ہے کہ مرد ایک سے زائد شادیاں کرے مگر اس بات کی اجازت بالکل بھی نہیں ہے کہ عورت ایک سے زائد شوہر رکھ سکے۔ دُنیا میں صرف دینِ اسلام ہی ہے جس نے مرد کو چار تک شادیاں کرنے کی اجازت دی ہے مگر یہ اجازت حسبِ ضرورت اور چند شرائط کے ساتھ مخصوص کر دی گئی ہے۔

قرآنِ پاک اور تعدد ازدواج

تعددِ ازدواج کے بارے میں قرآن پاک میں ارشاد ہے:

"وَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا فِی الْیَتٰمٰی فَانْکِحُوْا مَا طَابَ لَکُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰی وَ ثُلٰثَ وَ رُبٰعَ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً اَوْ مَا مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ ذٰلِکَ اَدْنٰٓی اَلَّا تَعُوْلُوْا"(۱۴)

(اگر تم کو اندیشہ ہو کہ یتیموں کے ساتھ انصاف نہ کر سکو گے تو جو عورتیں تم کو پسند آئیں ان

میں سے دو دو تین تین چار چار سے نکاح کر لو لیکن اگر تمہیں اندیشہ ہو کہ ان کے ساتھ عدل نہ کر سکو گے تو پھر ایک ہی بیوی کرو یا ان عورتوں کو زوجیت میں لاؤ جو تمہارے قبضے میں آتی ہیں یہ بے انصافی سے بچنے کے لیے زیادہ قرین صواب ہے۔)

قرآن پاک کے نزول سے قبل کثرتِ ازدواج کی کوئی حد مقرر نہ تھی ایک مرد کی بیک وقت کئی بیویاں ہوتی تھیں اور بعض اوقات یہ تعداد سینکڑوں سے بھی تجاوز کر جاتی تھی۔ دینِ اسلام نے تعدد ازدواج کی تحدید کر کے اُسے ''چار'' تک محدود کر دیا لیکن اس شرط کے ساتھ کہ تمام ازواج کے ساتھ عدل و مساوات برقرار رکھا جائے ورنہ ایک ہی بیوی کافی ہے۔ ایک اور جگہ تعدد ازدواج کی ''تحدید'' کے بارے ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''وَ لَنْ تَسْتَطِيْعُوْٓا اَنْ تَعْدِلُوْا بَيْنَ النِّسَآءِ وَ لَوْ حَرَصْتُمْ فَلَا تَمِيْلُوْا كُلَّ الْمَيْلِ فَتَذَرُوْهَا كَالْمُعَلَّقَةِ وَ اِنْ تُصْلِحُوْا وَ تَتَّقُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا''(۱۵)

(بیویوں کے درمیان پورا پورا عدل کرنا تمہارے بس میں نہیں تم چاہو بھی تو اس پر قادر نہیں ہو سکتے۔ لہٰذا ایک بیوی کی طرف اس طرح نہ جھک جاؤ کہ دوسری کو ادھر لٹکتا چھوڑ دو۔ اگر تم اپنا طرزِ عمل درست رکھو اور اللہ سے ڈرتے رہو تو اللہ چشم پوشی کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔)

دینِ اسلام کے نزدیک یہ ایک رعایت ہے کہ جس میں مالی استطاعت اور عدل کی قوت ہو وہ ایک سے زائد شادیاں کر سکتا ہے۔

احادیثِ مبارکہ اور تعدد ازدواج

قبل از اسلام دُنیا کے بیشتر حصوں میں تعدد ازدواج کا رواج تھا۔ خود صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی کئی کئی بیویاں تھیں۔ نبی کریم ﷺ نے ان میں سے جو پسند ہو کو اختیار کرنے اور باقی کو آزاد کرنے کا حکم دیا۔ حضرت عبداللہ عمرؓ سے روایت ہے:

''ان غيلان بن سلمة الثقيفي اسلم وله عشر نسوه في الجاهلية فأسلمن معه فأمره النبي ان يتخير أربعامنهن''(۱۶)

(غیلان بن سلمہ ثقفیؓ اسلام لائے اور ان کی زمانہ جاہلیت میں دس بیویاں تھیں وہ ان کے ساتھ مسلمان ہو گئیں تو ان کو نبی کریم ﷺ نے حکم دیا کہ وہ ان میں سے چار کو اختیار کر لیں۔)

حضرت قیس بن حارثؓ نے فرمایا:

"اسلمت وعندی ثمان نسوة فأتیت النبی فقلت ذالك له فقال. اختر منهن اربعا"(۱۷)

(کہ جب میں مسلمان ہوا تو میرے پاس آٹھ بیویاں تھیں۔میں نے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوکر اس کو بیان کیا تو نبی ﷺ نے فرمایا ان میں سے چار اختیار کرلو۔)

سنن ابی داوٗد میں ہے:

"الاسدی قال:اسلمت وعندی ثمان نسوة قال فذکرت ذالك النبی فقال النبی اخترمنهن أربعا"(۱۸)

(اسدی نے کہا کہ جب میں نے اسلام قبول کیا تو میری آٹھ بیویاں تھیں اس بات کا ذکر میں نے نبی اکرم ﷺ سے کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ان میں سے چار کو اختیار کر۔)

احادیث مبارکہ سے واضح ہوتا ہے کہ تعدد ازدواج کی اجازت دینِ اسلام نے نہیں دی بلکہ زمانۂ جاہلیت میں دیگر اقوام کی طرح عربوں کی بھی لاتعداد بیویاں تھیں۔دینِ اسلام نے توان کی تعداد کو کم کیا اور چار کی اجازت دی ہے مگر یہ نہیں کہا جاسکتا کہ وہ مسلمان جس کی ایک سے زائد بیویاں ہیں وہ ایک بیوی رکھنے والے سے بہتر ہے۔

تعدد ازدواج کے لیے شرائط

جو شخص تعدد ازدواج کی اجازت سے فائدہ اُٹھا کر ایک بیوی کی موجودگی میں دوسری شادی کرتا ہے تو دینِ اسلام نے اس پر حسب ذیل شرائط عائد کی ہیں۔

ا۔مالی وجسمانی حیثیت

مرد مالی وجسمانی لحاظ سے اس حیثیت میں ہو کہ پہلی بیوی کے نان ونفقہ کی ذمہ داری اُٹھانے کے علاوہ اس کے لیے مکان کا بھی بندوبست کرے۔فقہاء کرام نے بھی یہ لکھا ہے کہ اگر دوسری بیوی پہلی بیوی کے ساتھ نہ رہنا چاہے تو اسے الگ مکان مہیا کرے۔علامہ ابنِ عربی مالکی نے لکھا ہے:

"اذا قدرالرجل من ماله ومن بیته علی نکاح اربع فلیفصل واذالم یحتمل ماله ولابنیته فی الباء فلیقتصر علی ما یقدر علیه"(۱۹)

(اگر آدمی مالی اور جسمانی لحاظ سے چار شادیوں کی طاقت رکھے تو چار کرے اگر اس کی

مالی حالت یا جسمانی تعلق کے لیے اس کی جسمانی حالت اس کی متحمل نہ ہو تو اسے صرف اتنی ہی شادیاں کرنی چاہیے جتنی کہ وہ طاقت رکھتا ہے۔)

۲۔عدل وانصاف

تعدد ازدواج کی صورت میں بیویوں کے درمیان عدل وانصاف کرنا مرد کی ذمہ داری ہے۔ دینِ اسلام نے ضرورت کی بناء پر تعدد ازدواج کی اجازت دی ہے۔ اگر ان کے درمیان عدل کا یقین نہ ہو تو صرف ایک ہی بیوی پر اکتفا کرنا چاہیے۔ بیویوں کے درمیان عدل وانصاف نہ کرنے کی صورت میں سخت وعید آئی ہے۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"اذا کانت عندالرجل امراتان فلم یعدل بینھما جاء یوم القیامة وشقه ساقط"(۲۰)

(جس شخص کی دو بیویاں ہوں اور وہ ان کے درمیان انصاف نہ کرے تو وہ قیامت کے دن اس طرح آئے گا کہ اس کے جسم کا ایک حصہ جھکا ہوا ہوگا۔)

جس طرح دوسری بیوی کو وہ تمام حقوق حاصل ہوتے ہیں جو پہلی بیوی کو حاصل ہیں۔اس طرح اس کے بچوں کو بھی پہلی بیوی کے بچوں کے مساوی حقوق ملیں گے دونوں بیویوں کی اولاد کے درمیان از روئے قانون کوئی فرق نہیں ہوگا۔ان سب کی ذمہ داری کا بوجھ تعدد ازدواج کی اجازت سے فائدہ اُٹھانے کے بعد آدمی پر عائد ہوتا ہے۔لیکن آج کل کے دور میں انسان یہ سمجھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے چار شادیاں کرنے کی اجازت دے دی ہے تو یہ میرا حق ہے حالانکہ یہ انسان کی کم عقلی اور کم فہمی ہے کہ وہ ایک حکم کو تو پورا کرتے ہوئے ایک سے زائد نکاح تو کر لیتا ہے لیکن دوسرے حکم کو مکمل طور پر فراموش کر دیتا ہے جس کی وجہ سے نہ صرف اس کی بلکہ اس کی بیوی اور بچوں کی زندگی پر بھی منفی اثر پڑتا ہے اور بعض اوقات یہ منفی اثر بہت ساری پیچیدگیوں کا باعث بنتا ہے کیونکہ نکاح کا تعلق صرف مرد وعورت کے درمیان نہیں ہوتا بلکہ دو خاندانوں کا ملاپ ہوتا ہے تو اس کا انجام بہت بھیانک صورت میں سامنے آتا ہے۔

دونوں ادیان کی تعلیمات کے مطالعہ سے واضح ہوتا ہے کہ آریا جب ہندوستان میں وارد ہوئے تو قانونِ تعددِ ازدواج پر عمل پیرا تھے۔ ویدوں اور ہندو مذہب میں تبدیلیاں برہمنا دور کی مرہونِ منت ہیں جو کہ ذاتی وسماجی مفادات وضروریات کے پیشِ نظر وقوع پذیر ہوئیں۔ ہندومت کے شاستروں اور دورِ جدید

کے قوانین تعدادازدواج کی اجازت کا واضح ثبوت ہیں۔

ہندوستان میں ۱۹۷۵ء کی مردم شماری کے مطابق مسلمانوں کی بہ نسبت ہندوؤں میں تعدد ازدواج کی شرح زیادہ تھی۔ ۱۹۵۱ء اور ۱۹۶۱ء کے درمیانی عشرہ میں ۵.۶ فیصد ہندو کثیر الازدواج تھے جب کہ اسی عرصہ میں مسلمانوں کی ۴.۳۱ فیصد آبادی تعدد ازدواج کی حامل تھی۔ (۲۱)

اس تقابلی جائزہ سے معلوم ہوا کہ تعدد ازدواج کو خلافِ قانون اور خلافِ فطرت قرار دینے والے خود اس قانون پر عمل پیرا ہیں۔ ہندو قانون کے مطابق ایک ہندو کو ایک سے زائد بیویاں رکھنا خلاف قانون ہے۔ ہندوستان کا دعویٰ ہے کہ ہمارے ملک میں خواتین کی تعداد مردوں سے کم ہے اس لیے یہاں تعدد ازدواج کی ضرورت ہی نہیں۔ اس بارے تبصرہ کرتے ہوئے ڈاکٹر ذاکر نائیک نے لکھا ہے:

> ”اپنے کچھ پڑوسی ممالک سمیت ہندوستان کا شمار دُنیا کے ان چند ملکوں میں ہوتا ہے جہاں خواتین کی آبادی مردوں کی آبادی سے کم ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہندوستان میں بیشتر لڑکیوں کو شیر خوارگی ہی کے موقع پر ہلاک کر دیا جاتا ہے جب کہ دوسری طرف اس ملک میں ہر سال دس لاکھ سے زائد بچیوں کو اسقاطِ حمل کے ذریعے آنکھ کھولنے سے بھی پہلے ہلاک کر دیا جاتا ہے۔ یعنی جیسے ہی یہ انکشاف ہوتا ہے کہ فلاں حمل کے نتیجے میں لڑکی پیدا ہوگی تو اسقاطِ حمل کے ذریعے وہ حمل ضائع کروا دیا جاتا ہے اگر ہندوستان میں یہ ظالمانہ عمل روک دیا جائے تو یہاں بھی عورتوں کی تعداد مردوں سے زیادہ ہوگی۔“ (۲۲)

گویا تعدد ازدواج کسی بھی معاشرے یا مذہب میں ایک ضروری بات نہیں ہے کہ اس کو وکالت کے ذریعے مسترد کیا جائے یا اپنایا جائے بلکہ یہ ہر معاشرے، تہذیب اور مذہب کے اپنے اپنے قوانین ہیں جو قوانین کسی دوسرے معاشرتی، تہذیب اور مذہب کے ہوں لازمی نہیں کہ دوسرے معاشرے اور مذہب کے لوگ اس کو اپنائیں اور بعض اوقات کچھ سماجی قوانین ایسے ہوتے ہیں جو کہ مذہبی تعلیمات سے متصادم نہیں ہوتے تو ان کو جوں کا توں برقرار رکھا جاتا ہے۔ ہندو مذہب میں ایک ہی شادی کی اجازت ہے۔ اگر بیوی بانجھ ہو، لاعلاج مرض میں مبتلا ہو، میاں بیوی دونوں ایک دوسرے سے ناخوش ہوں تو دوسری شادی یا مزید شادیاں کرنے میں حرج نہیں ہے بشرطیکہ ان کے نان ونفقہ کی مکمل ذمہ داری خاوند ادا کرے۔

لہٰذا دینِ اسلام کے قانونِ تعدد ازدواج پر اعتراض کرنا بے جا ہے کیونکہ اس کے قوانین انسانی حوائج و ضروریات کے عین مطابق ہیں۔

حوالہ جات وحواشی

۱۔ والمیکی، رامائن، مترجم: یاسر جواد، لاہور: فکشن ہاؤس، ۲۰۰۲ء، ص ۷۶

☆ کرشنا مہاراج کی عائلی زندگی دس سال سے زائد عرصے پر محیط ہے اگر حساب نکالیں تو مجموعی طور پر وہ چار شادیاں روز کرتا تھا اور ایک ہزار بچیاں روز پیدا ہوتی تھیں۔ بلا مبالغہ یہ بات سمجھ سے بالاتر اور تصوراتی معلوم ہوتی ہے۔

Available from://www.hidu.websites.com, Accessed on [18 May 2013]

2- Available from: www.yahoo.com. Accessed on [08 June 2012]

۳۔ کوتلیہ چانکیہ، ارتھ شاستر، مترجم: سلیم اختر، لاہور: نگارشات پبلشرز، ۲۰۱۱ء، باب دوم، ص ۱۹۸

۴۔ منو، منودھرم شاستر، مترجم: ارشد رازی، لاہور: نگارشات پبلشرز، ۲۰۰۷ء، اشلوک ۸۵، ص ۲۱۵

۵۔ ایضاً، اشلوک ۸۶　　۶۔ ایضاً، اشلوک ۸۲　　۷۔ ایضاً، اشلوک ۸۱

۸۔ دیانند سرسوتی، سوامی، ستیارتھ پرکاش، مترجم: پنڈت ریمل داس جی و آتما رام جی، لاہور: ۱۸۹۹ء، باب ۴، ص ۱۴۳

۹۔ کرم شاہ، محمد پیر، ضیاء النبی ﷺ، لاہور: ضیاء القرآن پبلی کیشنز، ۱۴۲۰ھ، ۲۲۵/۱

10. Al-Hajj Ahmad H. Shariff, (1977), Why Polygany is allowed in Islam, Iran: World Organization for Islam Services, P.4

11. D.J. Mayne, (1972), Hindu Law and Usage, USA: Meliuin L. Defluer, P.113

12. Ibid

13. Saumya Uma, (2007), The Supreme Court Speaks, Mumbai: Women's Research & Action Group, P.38

۱۴۔ النساء، ۴:۳　　۱۵۔ النساء، ۴:۱۲۹

۱۶۔ ترمذی، ابی عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورۃ ابی موسیٰ، حافظ، جامع ترمذی، ریاض دار السلام، ابواب النکاح، باب ماجاء فی الرجل یسلم وعندہ عشرۃ نسوۃ، حدیث ۱۱۲۸

۱۷۔ ابنِ ماجہ، محمد بن یزید، ابی عبداللہ، القزوینی، حافظ سنن ابنِ ماجہ، ریاض دار السلام، ابواب النکاح، باب الرجل یسلم عندہ اکثر من اربع نسوۃ، حدیث ۱۹۵۲ء

۱۸۔ ابوداؤد، سلیمان بن اشعث، حافظ، سنن ابی داؤد، ریاض، دار السلام، کتاب النکاح، باب من اسلم وعندہ نساء اکثر من اربع واختان، حدیث ۲۲۴۱

۱۹۔ ابن العربی، محمد بن عبداللہ، ابی بکر، احکام القرآن، بیروت، دار الفکر، ۱/۱۳۰

۲۰۔ ترمذی، محمد بن عیسیٰ، ابی عیسیٰ، امام، جامع الترمذی، کتاب النکاح، باب ماجاء فی التسویۃ بین الضرائر، حدیث ۱۱۴۱

۲۱۔ ذاکر نائیک، ڈاکٹر، خطبات ڈاکٹر ذاکر نائیک، مترجم: سیّد امتیاز احمد، لاہور: دار النوادر، ۲۰۱۰ء، ص ۲۲ـ۷　　۲۲۔ ایضاً، ص ۲۵ـ۷